لیکن کسی تذکرہ یا تاریخ میں مخدوم صاحب کی شہادت کا واقعہ نظر سے نہیں گزرا۔ یہ دیکھکر افسوس ہوتا ہے کہ تاریخ کے کسی ثبوت کے بغیر اس غلط واقعے کو کس طرح ہوا دی گئی ہے۔

مرزا شاہ بیگ ارغون فیروز سمہ اور دریا خاں کی باہمی مخالفت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے قندھار سے چل کر سندھ پر چڑھ آئے۔ ٹھٹہ کی فتح کے بعد بڑی ہوشیاری سے فیروز سمہ کو پسر خواندہ بنا کر وہیں چھوڑا، اور خود سیوہن کی طرف رجوع کیا۔ مرزا شاہ بیگ کو سیوہن کے قریب پہنچکر معلوم ہوا کہ اس کے مخالفین سیوہن کی ایک قریبی بستی ٹلٹی میں جمع ہیں۔ مرزا نے اس اطلاع کے بعد وقت کے مشہور عالم اور صوفی قاضی قاضن کو مخالفین پر اتمام حجت کے لئے بھیج دیا۔ لیکن قاضی صاحب کی نصیحت کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ حالات سے باخبر ہوتے ہی مرزا اپنے لشکر کے ساتھ مخالفوں کی سرکوبی کے لئے ٹلٹی کے سامنے جا پہنچا۔ اس اثناء میں ٹلٹی کے ایک مخبر نے مرزا کی خدمت میں حاضر ہوکر یہ اطلاع دی کہ[۱] :-

"میاں محمود، متن خاں، جام سارنگ اور رتل سوڈھا خدمت میں حاضر ہونے والے تھے لیکن ایک عالم اور وقت کے شیخ مخدوم بلاول نے ان کو روک رکھا ہے۔ وہ ان کو لڑنے کی ترغیب دے رہا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ اس مہم کی فتح کے بعد شاہ بیگ نے مخدوم بلاول پر سختی کی اور جرمانہ کیا۔"

یہ بات تھی جس کو تبنگڑ بنا دیا گیا ہے۔ یہی حقیقت لفظ بلفظ ارغون اور ترخان کی سندھی تاریخ میں موجود ہے[۲]۔ میر علی شیر قانع نے تو اپنی تصنیف میں سرے سے اس حقیقت کا ذکر ہی نہیں کیا۔

"جام فیروز کہ واماندہ باش ہمہ اسیر شدہ بودند، جز اطاعت چارہ ندید و بملازمت رسید۔ شاہ بیگ نوازشش کرد۔ پسر خود خواندہ

۱ء میر معصوم۔ تاریخ معصومی (ترجمہ سندھی)، ص ۱۴۰

۲ء محمد صدیق مسافر۔ ارغون و ترخان ص ۳۳

تا سیوستان بوئے ماندوکوہ لکی حد بستہ مراجعت نمود و میر علی ارغون و سلطان مقیم بیکلارو کیبک ارغون واحمد ترخان نزد فیروز ماندہ در حوالی سیوستان از کار پسران دریاں خاں پرداختہ بشال و سیوی رفت"

تاریخ طاہری و بیگلار نامہ میں تو نہ فقط شاہ بیگ کی اس مہم کا ذکر ہی موجود نہیں، لیکن ان تصنیفات میں تو مخدوم بلاول کا نام تک نہیں آتا۔[۱] تاریخ کی یہ بھی مسلّم حقیقت ہے کہ شاہ بیگ ارغون نے سندھ میں ایک سال کی اقامت کے بعد ۹۲۸ھ میں انتقال کیا۔ اور اس کے جسد کو مکہ شریف میں دفنایا گیا۔ افسوس تو اس حقیقت پر ہے کہ مقالہ نگار نے یہاں تک لکھ دیا ہے کہ مرزا نے مخدوم کو ۹۳۰ھ میں شہید کرایا۔ واقعہ صحیح ہو یا غلط لیکن سالوں کا یہ اختلاف بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ بہر حال میر معصوم نے اس حقیقت کی بھی وضاحت کی ہے کہ:[۲]

"مخدوم کی وفات ۹۲۹ھ میں ہوئی"

یعنی شاہ بیگ کی وفات سے ایک سال بعد۔ میر بکھری وہ اوّلین شخصیت ہے جس نے خاندان ارغون کی تاریخ تفصیل سے لکھی ہے۔ میر موصوف ۹۴۴ھ میں پیدا ہوئے۔ یعنی مخدوم صاحب کی وفات کے پندرہ سال بعد آپ کی تعلیم کی تکمیل بھی ایک سیوانی عالم علامہ الہڈنہ کی نگرانی میں ہوئی۔ ان حالات کی موجودگی میں مخدوم بلاول کی شہادت سے ان کی ناواقفیت کوئی معنی نہیں رکھتی۔ میر معصوم کی مورخانہ شخصیت مسلم الثبوت ہے اس لئے ان کے تاریخی حقائق کو جھٹلانا کوئی وزن نہیں رکھتا اور فن تاریخ نویسی کی یہ توہین ہوگی۔

مجھے تو اس حقیقت سے بھی انکار ہے کہ مخدوم صاحب سہروردی طریقہ میں بیعت تھے۔ چونکہ مقالہ نگار مخدوم صاحب کے سلسلۂ بیعت کو نہیں دکھا سکا۔ اس لئے کوئی

۱؎ طاہر نسیانی۔ تاریخ طاہری (مسودہ) ص۴۳ و بیگلار نامہ (مسودہ) ص۱۲ تا ص۱۵

۲؎ تاریخ معصومی (سندھی) ۲۳۶

مورخ اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہ ہوگا۔ مخدوم صاحب کو یقیناً حضرت قلندر شہباز سے بڑی عقیدت تھی، اور اکثر مزار کی زیارت کے لئے سیوَن تشریف لے جایا کرتے تھے، لیکن اس سے ہم یہ نتیجہ اخذ نہیں کر سکتے کہ وہ سہروردیہ طریقہ رکھتے تھے۔ خود قلندر شہباز علیہ الرحمۃ طریقہ سہروردیہ میں بیعت نہ تھے۔ اس سے انکار نہیں کہ حضرت قلندر شہباز شیخ الشیوخ بہاءالدین ذکریا ملتانی کے فرزند شیخ صدرالدین کے ہمعصر تھے۔ اور ملتان میں ان دونوں بزرگوں کی ملاقاتیں بھی ہوچکی تھیں۔ لیکن شہباز قلندر کی بیعت حضرت شیخ جمال مجرد سے تھی[۱] واللہ اعلم بالصواب۔

لطف اللہ بدوی

---

۱ مفتی محمد سرور۔ خزینۃ الاصفیا۔ ج ۲ ص ۲۶۱

حضرت سید احمد شہید

الرحیم کے مئی ۶۵ء کے شمارے میں عنوان بالا سے پروفیسر فری لینڈ ایبٹ کے انگریزی مضمون کا ترجمہ شائع ہوا ہے۔ جس میں حضرت سید احمد شہید اور ان کی تحریک کا تنقیدی جائزہ لینے کی کوشش کی گئی ہے۔ فاضل مضمون نگار نے اپنے مخصوص نقطۂ نگاہ سے سید صاحب اور ان کی تحریک کا مطالعہ کیا ہے۔ اور جس ماحول کی وہ خود پیداوار ہے اسی ماحول کو پیش نظر رکھ کر اس نے پاک و ہند کے سوا سو سال پہلے کے ماحول کے بارے میں قیاس آرائیاں کی ہیں۔ اس سلسلہ میں موصوف نے سید صاحب کے صرف جہاد کا ذکر کیا ہے اور ان کی اصلاحی دعوت اور اصلاحی جدوجہد پر ضمناً نظر ڈالی ہے۔ جو دراصل سید صاحب کا حقیقی مشن تھا۔ پھر آپ کے جہاد کا ذکر کرتے ہوئے وہ صرف یہ لکھتے ہیں۔ پوپ پائیس پنجم کی طرح انہوں نے سوچنے میں منفی رویہ" اختیار کیا، اسی لئے بقول مضمون نگار کے ان کا جہاد بے قاعدہ" اور بے ترتیب " رہا۔ وہ بالاکوٹ میں اچانک گھر گئے، "سکھ فوجوں سے جو ڈسپلن میں بہتر تھیں، لڑے اور اسی وجہ سے شکست کھائی" اور